

سلسلہ خطبات جمعہ

شیخ الحدیث حضرت مولانا حافظ انوار الحق صاحب *

ضبط و ترتیب: حافظ محمد سلمان الحق انوار

نعمتیں انعام بھی اور امتحان بھی

اموال و اولاد کا فتنہ۔ رزق حلال کسب حلال میں اعتدال

اور اسراف و تبذیر کی مضرتیں

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم۔ اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطن
 الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم یا ایہا الذین امنوا لا تلکم اموالکم ولا
 اولادکم عن ذکر اللہ ومن یفعل ذلک فاولیک ہم الخاسرون
 وانفقوا مہما رزقناکم من قبل ان یاتی احدکم الموت فیقول رب لولا
 اخرتنی الی اجل قریب فاصدق واکن من الصالحین ولن
 یوخر اللہ نفسا ان اجاء اجلها واللہ خبیر بما تعملون (سورۃ منافقون پارہ ۲۸)
 ترجمہ: اے مومنو! غافل نہ کر دیں تم کو تمہارے مال اور تمہاری اولاد اللہ کی یاد سے اور جو کوئی یہ کام کرے تو وہی
 لوگ ہیں خسارہ میں اور خرچ کرو جو کچھ ہمارا دیا ہوا ہے اس سے پہلے کہ آپہنچے تم میں کسی کو موت اور پھر کہے اے
 رب کیوں مہلت نہ دی مجھ کو تھوڑی سی مدت کہ میں خیرات کرتا اور ہو جاتا نیک لوگوں میں۔ اور ہرگز اللہ مہلت
 نہ دے گا کسی نفس کو جب آج ہو نچاس کا وقت موت۔ اور اللہ کو جو کچھ تم کرتے ہو خبر ہے۔

تعطل کی مذمت:

آپ کو یاد ہو گا کہ قریباً دو ہفتے قبل جمعہ کے خطبہ میں ان آیات کی تلاوت کے بعد ان سے متعلق کچھ معروضات
 پیش کئے تھے درمیان میں سلسلہ میری عدم موجودگی کی وجہ سے منقطع رہا آج پھر ان آیات کی تلاوت کر کے یہ بتلانا مقصود

ہے کہ گزشتہ وعظ میں دنیا کے مال و متاع کے برے اثرات اور مذمت کے بیان کا یہ مقصد نہیں کہ ہم ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر وسائل اور اسباب دنیا سے تعلق ہی ختم کر کے آسمان سے رزق نازل ہونے کے انتظار میں گوشہ نشینی اختیار کر لیں۔

الگ بات ہے کہ اگر اللہ پر ایمان پختہ اور عقیدہ اس حد تک راسخ و مضبوط ہو جائے کہ اللہ نے وہاں دابۃ فی الارض الاعلیٰ اللہ رزقہا کے ارشاد کے بموجب ہر ذی روح کو رزق پہونچانے کی ذمہ داری اپنے سر لی ہے تو بغیر وسائل رزق کے اختیار کرنے کے بھی وہ ذات برحق رزق پہونچانے پر قادر ہے اس کے شواہد اور مثالیں اللہ والوں کے واقعات اور تاریخ میں بکثرت موجود ہیں۔ اس کے لئے شرط خالق و مالک کے ذات و ارشادات پر یقین کامل اور عقیدہ کی پختگی کے ساتھ ساتھ انسان کا پیکر صبر و رضا ہونا ضروری ہے۔

کائنات میں رزق رسانی کا وسیع پروگرام:

اس کا رخنامہ عالم میں جہاں اربوں انسان بستے ہیں۔ اس سے کئی گنا بڑھ کر کیڑے مکوڑے حیوانات پرند و چہند موجود ہیں جن کو خالق حقیقی نے ان کے درجات کے مطابق روزی پہونچانے کے لئے ایک منظم اور مربوط نظام قائم کیا ہوا ہے۔ حیوانات اور انسانوں کو پیدا کر کے ان کی پرورش کی ذمہ داری خود اپنے ذمہ لینے کے وعدہ کو بہترین طریقہ سے نبھار ہا ہے۔ قرآن میں خود ارشاد فرماتا ہے:

ان الله هو الرزاق ذو القوة المتين . (سورة الذاریات)

”یقیناً اللہ تعالیٰ ہی سب کو رزق دینے والا مضبوط اور طاقتور ہے۔“

صبح سویرے لا تعداد جانور اپنے غاروں سے اور پرندے اپنے گھونسلوں سے بھوکے پیاسے نکل کر شام کو خوب سیر ہو کر اپنے اپنے ٹھکانوں کو واپس آ جاتے ہیں۔

حضور ﷺ کا فرمان ہے:

لو انکم تتوکلون علی اللہ حق توکلہ لیرزقکم کما یرزق الطیر

تغذو و حماصاً و تروح بطاناً . (ترمذی)

”اگر تم لوگ خدا تعالیٰ پر کامل اعتماد کرو تو جس طرح وہ پرندوں کو روزی دیتا ہے اسی طرح تم کو بھی دے گا کہ وہ

پرندے صبح کو بھوکے نکلتے ہیں اور شام کو پیٹ بھر کر واپس آ جاتے ہیں۔“

دنیا قدموں میں:

آج بھی اگر ایسے متوکلین پیدا ہو جائیں تو کچھ بعید از عقل نہیں کہ جتنا رزق انسان کی تقدیر میں لکھا ہوتا ہے وہ یقیناً اسے ملتا رہے گا خواہ اس کے حاصل کرنے کے لئے یہی حضرت انسان حیلہ اختیار کرے یا نہ کرے جس شخص کی توجہ اور دنیا کی چند روزہ زندگی کا مقصد آج کے دنوں میں ہے تو اس کا مقصد کے لئے اقامت اختیار

کرتا ہے دنیا کے رہنے والوں سے دوستی اور دشمنی کا دار و مدار بھی اسی آخرت کی بنیاد پر ہو تو رب العزت بھی اسے دنیا سے بے نیازی اور بے فکری اور استغناء کی نعمت سے مالا مال فرما دیتا ہے۔ دنیا کی وقعت اس کی نظروں سے ختم ہو جاتی ہے، پھر دنیا دلیل و حقیر بن کر خود بخود اس کے قدموں میں اس کے پاس آ گرتی ہے۔ یہی وہ نصیحت ہے جس کی طرف ہم جیسے دنیا رستوں کو متوجہ کرنے کے لئے آقائے نامہ رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا:

عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ تعالیٰ یقول ابن آدم تفرغ لعبادتی املأ صدرك غنی واسد فقرک وان لاتفعل ملات یدک شغلأ ولم اسد فقرک (رواہ احمد و مشکوٰۃ)

”حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے اے بنی آدم تو اپنے آپ کو میری عبادت کے لئے فارغ کر دے میں تیرے سینے کو غنا سے بھر دوں اور تیرے فقر کو ختم کر دوں گا اگر تو ایسا نہیں کرے گا تو میں تمہیں دنیا کے مشاغل میں تو مصروف کر دوں گا اور باوجود اس کے تیرا فقر ختم نہ ہوگا۔“

قربان جائیے محسن کائنات کے ایک ایک ارشاد سے کہ کچھ اوپر چودہ سو سال گزرنے کے بعد بھی ان کا ہر جملہ سچائی اور حقانیت کا علمبردار بن کر پوری انسانیت کو دعوتِ فکر دے رہا ہے۔ ہم جیسے نام کے مسلمانوں نے جب ان نصائح و مواعظ پر عمل کرنا چھوڑ دیا تو غفلت اور رسوائی کے اندھیروں میں بھٹک گئے۔

شیخ الحدیث مولانا عبدالحقؒ:

والد محترم برزۃ اللہ مضجعہ اپنے مواعظ میں اکثر و بیشتر اپنے اکابر و سلاطین کے واقعات کے ضمن میں فرمایا کرتے تھے کہ کئی مواقع پر ہندوستان کے بڑے بڑے نوابوں، جاگیرداروں اور سرمایہ داروں نے ان بزرگوں کی خدمت میں خیرِ رقوم پیش کیں مگر حقارت سے ان رقوم کو ٹھکرانے کے بعد ان دولتمندوں نے اپنے عطیات ان بزرگوں اور ان کے شاگردوں کے جوتوں میں ڈال کر حضور کے اس فرمان کو (جس شخص کا اللہ پر توکل ہو اس کی طلبِ رضائیں مگن ہو اللہ تعالیٰ ساتوں زمینوں اور آسمانوں کو اس کے رزق کا ذمہ دار بنا دیتا ہے، وہ سب کے سب اس کو حلال رزق پہنچانے میں کوتاہی نہیں کرتے اور یہ شخص بغیر حساب کے اپنی روزی کو پورا کر لیتا ہے) پر مہرِ تصدیق ثبت کر لیتے، صرف یہی نہیں بلکہ والدِ مہجورم کی پوری زندگی آپ کے ساتھ گزری ہندوستان سے آ کر اس چھوٹی سی بستی میں دارالعلومِ حقانیہ کی داغ بیل ڈالی۔ مال و دولت اور نہ وسائل و ذرائع۔ اللہ پر کامل توکل اور اعتماد کے اس مقام پر فائز تھے کہ اس ادارہ کے لئے خود کسی کے سامنے دست سوال دراز نہ فرمایا، بلکہ دارالعلوم کے ارکان اور اپنے ساتھیوں کو بھی اپنے پاس آئے ہوئے مالدار مہمان کو اشارہ و کنایہ دارالعلوم کی مالی امداد کی طرف راغب کرنے سے منع فرماتے، اسی توکل اور اللہ پر بھروسہ اور استغناء کا نتیجہ آج آپ کے سامنے ہے کہ دین کی خدمت کے لئے جہانِ بزرگ سے لے کر جہانِ چھوٹے تک ہر جگہ عالم میں وہ شہرت بخشی

کہ جو لوگ اس چھوٹے گاؤں سے تعلق سکونت رکھتے ہیں پاکستان سے باہر جا کر وہاں لوگ ایسے شخص کو بھی اسی نسبت سے عقیدت و احترام کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔

جب انسان دنیا کے پیچھے لگ جائے:

اب ذرا اس شخص کی حالت جس کا مقصد صرف اور صرف دنیا حاصل کرنا ہو دیکھئے جس کے بارے میں حضرت ابو ذرؓ قارئین نامہ اللہ ﷺ سے نقل فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا:

”جو شخص دنیا کے پیچھے لگ جائے اس کا اللہ تعالیٰ سے کوئی واسطہ نہیں اور جس کو مسلمانوں کی خیر خواہی اور بھلائی کا فکر و خیال نہ ہو اس کو مسلمانوں سے کوئی واسطہ نہیں اور جو دنیاوی مقاصد حاصل کرنے کے لئے اپنے آپ کو خدا اور خوشی سے ذلیل کرے اس کا ہم سے کوئی تعلق نہیں۔“

بات لمبی ہو گئی خلاصہ یہ کہ دنیاوی زندگی اگر کسی کی ہزار سال بھی ہوگی تو ایک دن ختم ہونے کو ہے اس دوران بے شمار دولت جمع کر لی جائے تو ماسوائے چند گزر کفن کے سب کچھ یہاں ہی چھوڑنا ہے اس کے مقابلہ میں آخرت کی زندگی کو اختتام نہیں اس نہ ختم ہونے والی زندگی کے لئے جو ذخیرہ کیا ہے وہی ساتھ جانا ہے اور اس لامتناہی زندگی میں فوز و فلاح کا دار و مدار انہی اعمال حسنہ پر ہے جو دنیا میں کر کے موت کے بعد قبر میں بھی کام آنے والے میدان محشر کی سختی سے بچانے والے اور جنت میں داخلہ کے لئے سند اور ٹکٹ کی حیثیت رکھتے ہیں اب اسی واضح صورتحال میں آپ ہی اندازہ کر لیں کہ دانا اور عقل مند کون سا شخص ہے ایسی چیز کو اختیار کرنے والا جو ہمیشہ اس کے پاس رہے گی اور اس کا فائدہ نہ ختم ہونے والا ابدی ہو یا وہ انسان جو ایسی اشیاء کو حاصل کرنے والا ہو جو کسی طرح بھی ہمیشہ اس کے پاس نہ رہے گی اور اس کا نفع بھی وقتی، فانی اور عارضی ہو۔ ہمارے ذہنوں پر پردہ پڑا ہوا ہے یہ دنیا جس کی مثال لمبے سفر پر جانے والے مسافر کے لئے کسی ہوٹل یا سٹاپ پر کچھ دیر کے لئے قیام کرنے کی مدت سے بھی آخرت کے مقابلے میں کم ہے کے زیب و زینت اور ٹھٹھا باٹ پر دل لگائے بیٹھے ہیں ایسے شخص کو احمق کے علاوہ اور کس نام سے یاد کیا جائے گا۔

زرق و حلال کے وسائل اختیار کرنا مسنون ہے:

لیکن مذمت دنیا کے اس لمبے چوڑے بیان سے کوئی یہ نہ سمجھے کہ انسان اگر دین کے مطابق دنیا میں رہنا چاہے اسلامی احکامات پر عمل پیرا ہونے کا خواہشمند ہو تو اس کے لئے دنیا کو بالکل ترک کرنا ہوگا جیسے کہ پہلے بھی کہہ چکا ہوں ہمارے ظرف میں اتنی وسعت ہے اور نہ توکل کے اس مقام پر ہم فائز ہیں اللہ اور اس کے محبوب رسول ﷺ بھی ہم سے یہ مطالبہ نہیں کرتے کہ انسان معذور لوگوں کی طرح ہاتھ پاؤں توڑ کر بیٹھ جائے فاقوں پر فاقے گزار کر آسمان سے دسترخوان اترنے کا منتظر رہے مگر قرآن اور حضور ﷺ کی لائی تعلیمات میں بے شمار مقامات پر روزی کمانے اور مال حاصل کرنے کی ترغیبات موجود ہیں جائز طریقوں سے رزق پیدا کرنا اور اس کے لئے حلال وسائل اختیار کرنا فرض ہے انبیاء

اور نیک لوگوں بزرگوں کے حالات و واقعات سے آپ آگاہ ہیں سب نے حلال وسائل اختیار کر کے اپنے اور اہل ذعیال کیلئے رزق کمایا، اپنے دور کے بڑے بڑے فقہاء، مجتہدین، محدثین اور علماء سب کے سب رزق حلال حاصل کرنے کے کسی نہ کسی شعبہ سے منسلک رہے ان کو معلوم تھا کہ احکام الہی ادا کرنے کے بعد حلال کمائی کی طلب بھی بہت ضروری ہے کیونکہ تمام عبادات کا دار و مدار اسی پر ہے۔ عیسائیت اور بعض دیگر مذاہب میں انسان اس وقت تک اللہ کا حقیقی بندہ نہیں بن سکتا جب تک گھر و جائیداد بیوی و بچے اور تمام کاروبار دنیا ترک نہ کر دے اسلام نے اس عقیدہ اور رہبانیت کی لارہبانیۃ فی الاسلام کہہ کر تردید کر دی کہ اسلام میں اس تصور کی قطعاً گنجائش نہیں بلکہ اس عقیدہ کے برعکس قرآن وحدیث میں کئی مواقع پر حلال مال کمانے کی ترغیب دی گئی۔ اور حلال کمائی کے لئے محنت اور کوشش کرنے والوں کا ذکر تعریف و تحسین کے ساتھ کیا گیا۔

ارشاد ربانی ہے:

وآخرون یضربون فی الارض یتغون من فضل اللہ

”اور کچھ لوگ ایسے ہیں جو زمین پر چلتے پھرتے ہیں اور اللہ کے فضل یعنی رزق کو ڈھونڈتے ہیں۔“

دوسری جگہ جمعہ کی اہم عبادت سے فراغت کے فوراً بعد اور کاموں میں مشغول ہونے کی بجائے اللہ کے فضل یعنی رزق حلال کے لئے زمین میں پھیل جانے کا ارشاد ہے۔

فان اقصیت الصلوۃ فانتشروا فی الارض وابتغوا من فضل اللہ (الایۃ)

پھر جب نماز سے فارغ ہو چکے تو زمین میں پھیل کر خدا کا فضل (رزق حلال) تلاش کرو۔

حضور کا ارشاد ہے:

ما اکل احد طعاما قط من ان یا کل من عمل یدیه وان نبی اللہ داؤد

کان۔ یا کل من عمل یدیه (بخاری)

انسان جو کھانا کھاتا ہے اس میں سب سے بہتر وہ کھانا ہے جو اپنے ہاتھ سے کمائے۔ اللہ کے پیغمبر حضرت داؤد اپنے ہاتھوں سے کما کر کھایا کرتے تھے۔

دوسری جگہ ارشاد ہے:

قیل یا رسول اللہ ای الکمنب اظیب قال عمل الرجل یدہ وکل بیع مبرور۔

پوچھا گیا حضور سے یا رسول اللہ کون سی کمائی حلال و پاکیزہ ہے آپ نے فرمایا آدمی کی اپنے ہاتھ سے

حاصل کی ہوئی کمائی اور ہر وہ تجارت جس میں صواب اور خیریت نہ ہو۔

کسب حلال کی ترغیب اور نمونہ عمل:

یہ ترغیب و تلقین صرف قول کی حد تک نہ تھی بلکہ آپ نے بچپن میں بکریاں چرائیں، حافظ ابن کثیر کے مطابق آپ نے نبوت ملنے سے پہلے پورے بارہ سال تک تجارت کی آپ کی تجارت میں اتنی برکت رہی کہ جو شریک ہوتا وہ بھی کافی نفع حاصل کر لیتا آپ کا مالی تجارت شام، بحرین وغیرہ کے بازاروں میں بکنے کے لئے بھیجا جاتا تھا کئی دفعہ خود تجارت کی غرض سے دور دراز ملکوں کا سفر کیا گویا عملی حیثیت سے بھی آپ نے حلال رزق کمانے کو اہمیت دے کر امت کے لئے بہترین مثال قائم کر دی۔

خلاصہ یہ کہ اسلام اور شارعؐ نے روزی کمانے کی ترغیب و تحسین بیان کر کے کبھی بھی دوسرے کے سہارے زکوٰۃ و صدقات پر گزارہ کرنے والے شخص کی حوصلہ افزائی نہیں فرمائی اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی عرض کر دوں کہ قرآن و حدیث کی کئی آیات و حضورؐ کے ارشادات اس بات پر بھی زور دے رہے ہیں کہ جو مال بھی حلال وسائل سے تمہاری ملکیت میں آجائے اس کو ذاتی ملکیت سمجھ کر اپنے اور اپنی اولاد کے لئے مختص کرنے کی بجائے اس میں اس مال کے حقیقی مالک اللہ تعالیٰ کی مرضی کے مطابق تصرف کرنا ہے۔

انفاق فی سبیل اللہ:

مال تو اللہ کی امانت ہے جس میں اس کی ہدایات کے برعکس اپنی پسند و ناپسند کا عمل دخل خیانت ہے اور یہی وجہ ہے کہ اسلام نے مال کا انفاق یعنی اللہ کی راہ میں خرچ کرنے پر بڑی شد و مد سے زور دیتے ہوئے اس کے کئی مصارف بھی متعین فرما دیئے تاکہ مسلمان کی نظر دوسروں سے لینے کے بجائے جو کچھ بھی اپنی استطاعت کے مطابق ہو سکے دینا اور اللہ کی راہ میں تقسیم کرنے پر مبنی چاہیے۔ ایک طرف اگر حلال کمائی کی طرف توجہ دلائی جا رہی ہے تو اس کے ساتھ ساتھ غریب و نادار بے بس اور ناتواں لوگوں کی دادرسی پر اس سے بڑھ کر زور دیا جا رہا ہے حضرت ابو ہریرہؓ کے سوال کے جواب میں کہ سب سے بہتر صدقہ کون سا ہے، حضورؐ نے فرمایا، کہ وہ غریب جو اپنی محنت مزدوری سے کچھ کم کر دوسرے محتاج کو دے دے وہ افضل و بہترین صدقہ ہے اور جو دولت مند کمائی ہوئی دولت پر سانپ کی طرح بیٹھ کر صدقہ و خیرات کے ذریعے اپنی آخرت کو سنوارنے سے غافل رہیں ان کے بارے میں حضور سرور کونین ﷺ نے بار بار سخت الفاظ میں مذمت فرماتے ہوئے اپنے آقا کی مرضی کے مطابق انفاق کی تلقین کی کیونکہ صدقہ و خیرات کرنے والا شخص قیامت کے دن اپنے اس اللہ کی راہ میں خرچ کر دینے والے صدقہ اور خیرات کے سایہ ہی میں رحمت خداوندی سے لطف اندوز ہوگا اور یہ بھی یاد رکھیں کہ جو فرد اپنے مال و دولت کو اپنے اور اپنے اہل و عیال کے کھانا پینے کی مد میں خرچ کرے وہ بیت الخلاء میں جمع ہونا ہے البتہ جو کچھ یہی شخص مساکین و فقراء اور محتاجوں پر بطور صدقہ خرچ کرے گا اس کو اپنے لئے آخرت کے اکاؤنٹ میں جمع کر کے وہاں اللہ کے اجر و انعام کا مالک بنے گا۔

حضور کا فرمان ہے

عن انس عن النبی ﷺ قال یجاء بابن آدم یوم القیامة کانہ بذبح فیوقف بین یدئ اللہ فیقول لہ 'اعطیتک وخولتک وانعمت علیک فما صنعت فیقول رب جمعته' وثمرته و ترکته 'اکثر ما کان فارجعی اتک بہ کلد فیقول لہ 'الانی ما قدمت فیقول رب جمعته وثمرته و ترکته اکثر ما کان فارجعی اتک بہ کلدہ فاذا عبدلکم یقدم خیراً فیمضی بہ الی النار۔ (ترمذی)

حضرت انسؓ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا قیامت کے دن ابن آدم کو اس تحارت اور ذلت سے پیش کیا جائے گا جیسے کہ وہ بکری کا بچہ ہوا سے اللہ کے سامنے کھڑا کر کے اس سے فرشتوں کے ذریعہ یا اللہ خود براہ راست پوچھے گا کہ میں نے تمہیں زندگی، صحت، عافیت مال و دولت، عزت و مرتبہ الغرض ان گنت نعمتیں عطا کیں پس ان بے شمار انعامات کے بدلے کیا کیا، ان انعامات و کرامات کو اللہ کی مرضی اور بتائے ہوئے اصولوں اور احکامات کی روشنی میں بروئے کار لایا یا ان کو صرف اپنی خواہشات نفسانی کی تکمیل کے لئے زینہ بنایا۔

جواب میں کہے گا پروردگار میں نے تو آپ کے دیئے ہوئے دولت کو مال بڑھانے کے شعبوں میں مثلاً تجارت و کاروبار وغیرہ میں لگا کر کئی گنا زیادہ اور جمع کرنے کے بعد دنیا میں چھوڑ کر یہاں آیا، اب آپ مجھے دنیا میں واپس جانے کی اجازت دے دیں تاکہ وہ سب کچھ آپ کی راہ میں خرچ کر کے اس کا اجر و ثواب لینے کے لئے آپ کی خدمت میں حاضر ہو جاؤں، باری تعالیٰ فرمائے گا دنیا میں دوبارہ بھیجنا تو ممکن نہیں البتہ یہ بتاؤ کہ تم نے اس مال کا کوئی حصہ میری راہ میں خرچ کر کے اپنے لئے ذخیرہ آخرت اور ثواب کمانے کا ذریعہ بنا کر یہاں کے لئے بھی کچھ اپنے آگے بھیجا ہے یا نہیں، روز آخرت کے کاموں میں چونکہ اس نے مال کا کوئی حصہ خرچ کیا ہی نہ ہوگا اس لئے بار بار وہی ایک بات دہراتا رہے گا کہ یا اللہ میں نے اس مال کو خوب بڑھایا، جمع کرتا رہا، اپنے پیچھے چھوڑ دیا ہے دوبارہ دنیا میں بھیج دے تاکہ تیری مرضیات پر چل کر خرچ کر کے آخرت میں نجات یافتہ بندوں میں شامل ہو جاؤں۔ عذر معقول پیش نہ کرنے کی وجہ سے اس کو دوزخ بھیجے کا حکم جاری کر دیا جائے گا۔

ایک دوسرے موقع پر آنحضرتؐ نے تین باتوں کے سچے اور یقینی ہونے پر قسم اٹھاتے ہوئے فرمایا کہ ان تینوں میں سے ایک یہ کہ مسلمان کا مال خدا کی راہ میں خرچ کرنے کی وجہ سے کم نہیں ہوتا اگرچہ ظاہری طور پر صدقہ و خیرات سے کمی مال کی محسوس ہوتی ہے مگر درحقیقت اس میں کوئی نقصان اور کمی نہیں آتی دنیاوی اعتبار سے بھی اللہ اپنی رضا کے لئے خرچ کئے گئے مال کا کئی گنا زیادہ بدلہ دے گا۔ (انفاق لوجہ اللہ)

ہوتو) یقینی ہے۔

مال و اولاد کی محبت:

اس دنیا میں انسان کی سب سے بڑی کمزوری اس کا مال و اولاد ہے، زیادہ تر گناہوں کے ارتکاب میں ان دو امور کا عمل دخل ہوتا ہے۔ مال کے حاصل کرنے کے لئے حرام ذرائع و راستے اختیار کرنے سے بھی دریغ نہیں کرتا۔ اسی کی خاطر حیات دائمی سے غافل اور حیات فانی میں منہمک رہ کر ان فی مقصد کے لئے اعلیٰ مقصد چھوڑ دیتا ہے اور پھر یہ سلسلہ انسان کی اپنی زندگی تک محدود نہیں رہتا بلکہ یہ تصور لاحق ہو جاتا ہے کہ زیادہ سے زیادہ حاصل کر کے اولاد کے لئے بھی مال و دولت کا انبار چھوڑا جائے۔

اسی مال و اولاد کے غم اور فکر میں انسان اللہ کی یاد اور ذکر و عبادت سے غافل ہو جاتا ہے، خطبہ کی ابتداء میں تلاوت کی گئی آیات کی پہلی آیت میں ہمارے لئے یہ درس ہے کہ مال و اولاد کی محبت میں میانہ روی کو چھوڑ کر اس مقام تک نہ جائیں کہ یہ دونوں اشیاء اللہ کی یاد سے مدہوش ہونے کا ذریعہ بن جائے۔ ایک خاص حد تک تو دنیا کے اسباب معیشت سے استفادہ کرنا اور اس سے ربط و تعلق قائم رکھنے کی اجازت ہے مگر ان کی محبت میں گرفتار ہو کر اوامر و نواہی میں کوتاہی کرنا، حرام و حلال کا فرق ختم کر دینا بہت بڑے زیان اور اخروی تباہی ہے۔

مال و اولاد کی محبت میں شرعی حدود و قیود کو کراس کرنے کے علاج اور خواب غفلت سے بیداری کے لئے دوسری آیت میں مالک حقیقی علاج تجویز فرما رہے ہیں کہ ہم نے جو مال و متاع تم کو بطور امانت دیا ہے اس میں جو حقوق اللہ کی طرف سے لازم کئے گئے خواہ زکوٰۃ کی شکل میں ہو۔

حسنات میں تعجیل محمود ہے:

خیرات یا حج ہو، فقراء و مساکین پر خرچ کرنا ہو موت سے پہلے ہی تمام حقوق ادا کر دو کیونکہ جب موت کے اثرات نمایاں ہو جائیں اس وقت انفاق فی سبیل اللہ پر وہ ثمرات مرتب نہیں ہوتے جو حالت صحت و عافیت میں ملتے ہیں، جوانی اور صحت میں خرچ کرتے وقت غیر شعوری و غیر ارادی طور پر یہ خدشات رہتے ہیں کہ اگر اللہ کی راہ میں کچھ خرچ کیا جاوے تو مال میں ظاہری طور پر کمی آجائے گی، اسی خدشہ اور وہم کو رد کر کے خرچ کرنے پر زور دیا جا رہا ہے کہ اللہ کی خوشحودی کے لئے جانی و مالی جو عبادت کرنی ہے وہ صحت و قوت کی حالت میں کی جائے۔

حضرت ابو ہریرہؓ حضورؐ سے نقل فرما رہے ہیں کہ آپؐ سے پوچھا گیا کہ کون سا ایسا صدقہ ہے جو زیادہ اجر و ثواب کا باعث ہے تو آپؐ نے فرمایا کہ اللہ کی راہ میں ایسی حالت میں خرچ کرنا جب کہ خرچ کرنے والا انسان اپنے ہوش و حواس قائم رکھے ہوئے تندرست و توانا ہو نیز یہ خوف بھی ہو کہ اگر اللہ کی راہ میں خرچ کر ڈالا تو محتاج نہ ہو جاؤں، ساتھ ہی یہ بھی ارشاد فرمایا، صدقات اور خیرات اس وقت تک موقوف نہ کرو کہ روئے کئے کا وقت آجائے پھر نفقات اور صدقات کی

وصیت کرنے لگ جاؤ۔

اسی طرح ابوداؤد کی روایت میں سیدالرسال کا ارشاد ہے

لَا يَتَصَدَّقُ الْمَرْءُ فِي حَيَاتِهِ خَيْرًا مِنْ أَنْ يَتَصَدَّقَ بِمَا عِنْدَ مَوْتِهِ

”انسان کا اپنی زندگی میں ایک درہم خرچ کرنا موت کے وقت سو درہم خرچ کرنے سے بہتر ہے۔“

یہی صورت حال صرف صدقات کی نہیں بلکہ تمام اعمال صالح کے کرنے کا وقت مرگ سے پہلے کا زمانہ ہے ورنہ جیسا کہ اس آیت کے آخری حصہ میں ذکر ہے کہ نزاع کی سخت حالت دیکھ کر ہر وہ شخص جس نے صحت کے دور میں دنیا کی محبت میں گرفتار ہو کر نماز، زکوٰۃ وغیرہ عبادات کی طرف توجہ ہی نہ دی اس خواہش کا اظہار کرے گا کہ کاش اگر مجھے دنیا میں کچھ مزید پیوز کر مہلت دی جائے تو میں بھی صدقات و عبادات کر کے نیکو کار لوگوں کے زمرہ میں شامل ہو جاؤں گا۔ اللہ مالک الملک ہے ہر چیز اور کام کرنے پر قادر ہے مزید مہلت اور عمر بھی دے سکتا ہے مگر عمر کے ایک طویل سلسلے کا مقصد ہی اللہ کی عبادت اور نفس و شہوات کا رخ اللہ کی طرف موڑنا تھا جو اب تک اس مقصد حیات سے لاپرواہی برتا رہا اس لئے اللہ تعالیٰ بھی اپنی عادت کے بموجب اس کی اس خواہش کو مسترد کر دے گا کہ اب مزید عمل کرنے کا وقت باقی نہیں رہا جو کرنے کا وقت تھا وہ مال و اولاد کے غرور میں مبتلا رہ کر ضائع کر دیا۔ ”فانی“ کے حصول کے لئے ”باقی“ سے ہاتھ دھو بیٹھے۔ انجام یہ ہوا کہ ”نہ خدا ہی ملانہ وصال صنم“

اپنی آخرت کو بھی کھو دیا اور دنیا میں بھی قلبی سکون حاصل نہ رہے جس شخص کی جتنی عمر تقدیر ازل میں لکھ دی گئی ہے اس کے پورا ہونے پر ایک سیکنڈ کی بھی مزید مہلت نہیں دی جاسکتی کیونکہ اللہ عظیم بذات الصدور ہے اس کو ہمارے گزشتہ اور آئندہ کے تمام اعمال و ارادوں کا علم ہے اسے معلوم ہے کہ اگر اس کنجوس کو مزید عمر و مہلت دی گئی تو یہ اپنے نفس امّارہ بالسوء کی خواہشات کی تکمیل میں وہی کچھ کرے گا جو پہلے کر چکا ہے۔ اللھم وفقنا لما تحب و ترضی۔ اللہ مجھے اور آپ سب کو اپنی مرضیات پر چلنے کی توفیق دے کر تمام عادات و اخلاقِ رذیلہ سے محفوظ فرمائے۔

موسم المصنفین کی نئی پیشکشیں

خطبات حق

افادات: حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ

اصلاحی، علمی و دعوتی اور تعلیمی خطبات و تقاریر کے نہایت عالمانہ مجموعہ علم و عمل، عروج و زوال

دین اور شریعت کے ہر پہلو پر حاوی ارشادات

مرتبہ: مولانا مفتی مختار اللہ حقانی

© rasailojaraid.com